اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعظیم اور اُسے گالی دینے والے کا حکم

[اردو – Urdu – أردو]

عبد العزیز بن مرزوق الطَّریفی

ترجمہ: شفیق الرّحمن ضیاءاللہ مدنی

2013 - 1434

IslamHouse.com

تعظیم اللہ تعالی وحکم شاتمہ

« باللغة الأردية »

عبد العزيز بن مرزوق الطريفي

ترجمة : شفيق الرحمن ضياء الله المدني

2013 - 1434

IslamHouse.com

مقدّمہ

ہر قسم کی تعریف صرف اللہ کے لئے سزاوار ہے،ایسی تعریف جو اسکی منزلت کے شایان شان ہے،اور میں اسکے اوامر کی بجاآوری کرتے ہوئے اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔

میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ تمام مخلوق اسکی کماحقّہ تعظیم کرنے سے عاجز ہے،کیونکہ اسے اسکی عظمت کا علم نہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالٰی کی نعمتیں بے شمار ہیں،جنکا شکر ادا نہیں کیا جاسکتا،اسی کے لئے دنیا اور آخرت ہے،اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے،اسکے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں،وہ اکیلا ہے جسکا کوئی شریک نہیں،اور اسکے علاوہ کوئی سچا عبادت کے لائق نہیں۔

میں نبی اُمی،محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔

امّا بعد(اللہ کی حمد وثنا اور پیغمبر پر درود وسلام کے بعد):

سب سے عظیم عقلی اور نقلی ذمہ داریوں میں سے خالق سبحانہ وتعالٰی کے مقام ومرتبہ کو پہچاننا ہے،جسکی یکتائی اور وحدانیت کا سارا جہان معترف ہے،اور خود ہر مخلوق کی ذات کے اندر اسکے خالق کی عظمت، اسکی عظیم کاریگری اور اختراع پر واضح نشانیاں موجود ہیں،اگر ہر شخص اپنے آپ کو دیکھے اور اسمیں غور وفکر کرے،تو اپنے خالق کی قدر ومنزلت کو پہچان جائے گا،(جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے) :

﴿وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ﴾ [الذاريات : ٢١]

"اور خود تمہاری ذات میں بھی(نشانیاں) ہیں،تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو" [سورہ الذاریات:21]

اور نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا:

﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا﴾ [نوح: ١٣-١٤]

"تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی برتری کا عقیدہ نہیں رکھتے، حالانکہ اس نے تمہیں طرح طرح سے پیدا کیا ہے" [سورہ نوح: 13-14]

ابن عباس اور مجاہد نے فرمایا : "تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی عظمت و برتری کا خیال نہیں رکھتے"۔ (1)

اور ابن عباس نے یہ بھی فرمایا: "تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی کماحقّہ تعظیم نہیں بجالاتے"۔ (2)

نوح علیہ السلام نے انھیں اپنی ذاتوں اور اپنی (تخلیقی) مراحل کے بارے میں غور و فکر اور تدبّر سے کام لینے کی طرف راہنمائی فرمائی ہے تاکہ اپنے اوپر رب کی حق کو پہچان سکیں۔

اسطرح سے اپنے نفس اور اسکی مختلف مراحل میں غور و فکر کرنا اللہ کی تعظیم کرنے اور اسکے مقام و مرتبہ کو پہچاننے کیلئے کافی ہے۔

توپھر آسمان و زمین میں اللہ کی تمام مخلوقات میں غور و فکر کرنے کی صورت میں کیا نتیجہ ہو گا!

درحقیقت لوگ عظمت الٰہی سے اس بناپر جاہل ہیں کیونکہ وہ اللہ کی نشانیوں کو نظر بصیرت سے نہیں دیکھتے ہیں، بلکہ عجلت پسندی اور فائدہ اُٹھاتے ہوئے گذرتے ہیں، عبرت و نصیحت لیتے ہوئے اور غور و فکر کرتے ہوئے نہیں گُذرتے ہیں:

﴿وَكَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ﴾

[يوسف : ١٠٥]

---

(1) (الدرّالمنثور: 8/-291)۔

(2) (جامع البیان)) للطبری: 296/23)، و (معالم التنزیل) للبغوی: 156/5)۔

"اور آسمانوں اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ جن سے یہ منھ موڑے گزر جاتے ہیں" [سورہ یوسف:105]

چنانچہ غافل دلوں اور اعراض کرنے والی عقلوں کو معجزات نفع نہیں دیتی ہیں، اور نہ ہی نشانیاں ان کیلیۓ فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں، اللہ جل جلالہ کی تعظیم وہی کرتا ہے جس نے اسکی نشانیوں کو دیکھا ہو، یا اسکی صفات کو پہچانا ہو، اسی لئے اعراض کرنے والے غافل دلوں میں اللہ کی قدر و منزلت کمزور ہوتی ہے، چنانچہ اسکی نافرمانی کی جاتی ہے، اسکا انکار کیا جاتا ہے، اور کبھی تو اسے گالی دی جاتی ہے اور اسکا استہزا کیا جاتا ہے!!

اور عظیم (اللہ) کی اسکی عظمت کی جہالت کے بقدر نافرمانی کی جاتی ہے، اور جس قدر دلوں کے اندر اسکے مقام و مرتبہ کی کمی ہوتی ہے اسی قدر اسکے ساتھ کفر کیا جاتا ہے اور اُس کے حق کا انکار کیا جاتا ہے، اور کبھی تو اُسے گالی دی جاتی ہے اور اسکا مذاق اُڑایا جاتا ہے!!

اور عظیم (اللہ) کی اسکی عظمت سے ناواقفیت ہونے کے بقدر نافرمانی کی جاتی ہے، اور جس قدر دلوں میں اسکی قدر و منزلت کی کمی ہوتی ہے اسی مقدار میں اسکے ساتھ کُفر کیا جاتا ہے اور اُسکے حق کا انکار کیا جاتا ہے، اور ایک کمزور کی کمزوری سے جہالت کے بقدر اسکی اطاعت کی جاتی ہے، اور جس قدر دلوں کے اندر اسکے مقام و مرتبہ کی زیادتی ہوتی ہے اسی کے بقدر اسکی عبادت کی جاتی ہے اور اسکی تعظیم و توقیر کی جاتی ہے۔

اسی وجہ سے مشرکوں نے بتوں کی پوجا کی، اور ہڈّیوں کو زندہ کرنے والی ذات (اللہ) کا انکار کیا، اللہ تعالیٰ نے اسی خرابی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ

الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴾ [الحج : ٧٣- ٧٤]

"لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے، گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جارہا ہے انہوں نے اللہ کے مرتبہ کے مطابق اس کی قدر جانی ہی نہیں، اللہ تعالیٰ بڑا ہی زور و قوت والا اور غالب و زبردست ہے"۔[سورہ حج:73-74]

[اللہ کی تعظیم کی صورتیں]

* **اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعظیم میں سے:** اسکے ناموں اور صفتوں کی جانکاری، اسکی نشانیوں میں غور و فکر، اسکی نعمتوں اور عطیوں میں تدبّر کرنا، گزشتہ اقوام کی حالات، اور جھٹلانے والوں اور تصدیق کرنے والوں، مومنوں اور کافروں کے انجام کے بارے میں بصارت و بصیرت کو کام میں لانا ہے۔

* **اوراللہ کی تعظیم میں سے:** اسکے قوانین اور اسکے اوامر و نواہی کی معرفت حاصل کرنا، اور انکی بجاآوری کرکے اور ان پر عمل کرکے اسکی تعظیم کرنا ہے، کیونکہ یہی دل کے اندر ایمان کو زندہ کرتا ہے، چنانچہ ایمان کی ایک چنگاری اور شعلہ ہوتی ہے، اس (ایمان) کی گرمی اس وقت سرد پڑ جاتی ہے اور اسکی چنگاری اسوقت بُجھ جاتی ہے جب وہ ذات جس پر آپ ایمان رکھتے ہیں کوئی

حکم دیتا ہے تو اسکے حکم کو مانا نہیں جاتا، اور وہ کسی چیز سے منع کرتا ہے تو اسکے نواہی سے رُکا نہیں جاتا ہے۔

اسی لئے اللہ تعالٰی نے ھدی (قُربانی) کے شعائر اور مناسک حج کی تعظیم کے بارے میں فرمایا: ﴿ذَلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ [الحج :٣٢]

"یہ ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں (نشانیوں) کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے"۔[سورہ حج:32]

پس امر و نہی کی تعظیم کرنا حکم دینے والے (اللہ) کی تعظیم کرنا ہے۔اسی لئے اللہ کے حق میں الحاد کا اظہار نہیں ہوتا ہے، اور اسکے ساتھ کفر نہیں کیا جاتا ہے، اسکا انکار نہیں کیا جاتا اور اسے بُرا بھلا نہیں کہا جاتا ہے، مگر اس سے پہلے اسکے اوامر و نواہی کو چھوڑ دیا گیا ہوتا ہے، اور اُنکا مذاق اُڑایا گیا ہوتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالٰی کی قدر و منزلت سے جاہل منھ موڑنے والے اور—اس سے پہلے-اسکے اوامر و نواہی کو چھوڑ دینے والے بعض عوام کے یہاں، خاص طور پر شام اور عراق کے ملکوں اور کچھ افریقی ملکوں میں، اللہ کو گالی دینا، بُرا بھلا کہنا، اور کبھی کبھار ایسے الفاظ اور اوصاف سے موسوم کرنا مشہور ہو چکا ہے جن کا تذکرہ کرنا یا انہیں سننا ایک مسلمان کیلیئے بہت ناگوار گُذرتا ہے۔اور کبھی تو اسے ایسے لوگ کہتے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں، اس لئے کہ وہ شہادتین (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کا اقرار کرتے ہیں، اور کبھی تو بعض نمازیوں سے ایسا ہو جاتا ہے، اور شیطان انکی زبانوں پر اسے جاری کر دیتا ہے، اور ان میں سے بہتوں کیلیئے شیطان یہ مزیّن کرتا ہے کہ وہ اسکے معنی کو مراد نہیں لیتے ہیں، اور نہ ہی

اس سے اپنے خالق کی تنقیص کرنا چاہتے ہیں، اورانہیں یہ باور کراتا ہے کہ یہ سب فضول باتوں میں سے ہیں جس پر دھیان نہیں دیا جاتا ہے ! اسی وجہ سے انہوں نے اسمیں لاپرواہی سے کام لیا ہے !

اسطرح کی چیزوں کی وضاحت ضروری ہے- جبکہ صحیح عقل والوں اور آسمانی شریعتوں میں اسکے خطرات ومفاسد واضح ہیں—تاکہ شیطان کے چالوں اور اسکے رسّیوں کو کاٹ دیا جائے، اوراللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعظیم واحترام کی جائے، اور اُسے ہر عیب وبُرائی سے پاک ٹھہرایا جائے، چاہے وہ زبان پر کسی بھی شکل میں جاری ہوا ہو، اور دلوں کے اندر اسکا کچھ بھی مقصد رہا ہو۔

اس لئے میں اختصار سے کہتا ہوں کہ :

بے شک گالی دینا - اور یہ ہر وہ قول، یا فعل ہے جسکا مقصد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تنقیص وتوہین ہو -کفر ہے، اس سلسلے میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں ہے، خواہ سنجیدہ طور پر استہزا ہو، یا کھیل ہنسی اور مذاق، یا غفلت اور جہالت کے طور پر ہو ! اس میں لوگوں کے نیتوں اور مقاصد کے درمیان کوئی فرق نہیں، کیونکہ ظاہر چیز کا ہی اعتبار کیا جاتا ہے۔

گالی کی حقیقت اور اسکا مطلب

ہر وہ چیز جسے لوگ اپنے عُرف میں گالی، یا مذاق، یا تحقیر ورسوائی کا نام دیتے ہیں تو وہ شریعت میں بھی اُسی طرح ہے؛ کیونکہ لوگوں کے عرف عام کی طرف لوٹانے کا اعتبار کیا جائے گا، جیسے لعنت، اہانت، فُحش کلامی، ہاتھ کے ذریعہ فحش اور بُرا اشارہ کرنا، اسی طرح ایسے کلمات جسے کسی خاص ملک (شہر) کے لوگ استعمال کرتے ہیں اور اسے مذاق اور گالی کا نام دیتے ہیں، تو وہ بھی گالی ہی ہے! اگرچہ وہ دوسرے ملکوں (شہروں) میں گالی نہ سمجھی جاتی ہو۔

❁ ❁ ❁

اللہ تعالیٰ کو گالی دینے کا حکم

اہل اسلام کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو گالی دینا کُفر ہے، اور اللہ تعالیٰ کو گالی دینے والا قتل کر دیا جائے گا۔ انہوں نے صرف اسکی توبہ کے قبول کئے جانے کے بارے میں اختلاف کیا ہے، اور کیا۔۔ اگر اس نے توبہ کر لیا ہے تو۔ اسکی توبہ اسے قتل سے بچا لے گی یا نہیں؟ اس بارے میں علماء کے دو مشہور قول ہیں:

اللہ کو گالی دینا اور اسکا مذاق اُڑانا سب سے بڑی تکلیف کی بات ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ﴾ [الأحزاب : ٥٧ – ٥٨]

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے اور ان کے لئے نہایت رسوا کن عذاب ہے، اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو، وہ (بڑے ہی) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں" [سورہ احزاب:57-58]

اور اللہ کو تکلیف پہنچانے کا مطلب اللہ کو نقصان پہنچانا نہیں ہے؛ **کیونکہ تکلیف کی دو قسمیں ہیں:**

ایک تکلیف وہ ہے جو نقصان پہنچاتا ہے، اور ایک تکلیف وہ ہے جو نقصان نہیں پہنچاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے!

چنانچہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اے میرے بندو! اگر تم مجھے تکلیف پہنچانا چاہو تو تم مجھے ہر گز تکلیف نہیں دے سکتے"۔[1]

* اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر دنیااور آخرت میں لعنت کی ہے جو اُسے تکلیف پہنچاتا ہے۔

اور لعنت کا مطلب ہے بندے کو رحمت سے دور کر دینا،اس آیت سے بندے کو دونوں رحمتوں؛ دنیا کی رحمت اور آخرت کی رحمت سے دور کر دئے جانے کا پتہ چلتاہے،اور دونوں رحمتوں سے وہی شخص دور کیا جاتاہے جو اللہ کے ساتھ کُفر کرنے والا ہو! اور یہ حقیقت اس بات سے واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے بعد ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو تکلیف پہنچانے والوں کا تذکرہ کیا ہے تو اُس میں اس بات کا ذکر نہیں کیا ہے کہ اس نے دنیاو آخرت دونوں میں ان پر لعنت کی ہے؛ کیونکہ لوگوں کو صرف انکے دوسروں کو گالی ،لعنت اور تہمت لگانے کے ذریعہ تکلیف پہنچانے سے کافر نہیں ٹھہرایا جاسکتا، بلکہ وہ بہتان (جھوٹاالزام) اور کھلی گناہ ہے،اگراُس پر کوئی دلیل نہ ہو۔

اور اللہ نے اپنے تکلیف پہنچانے والوں پر دنیااور آخرت میں لعنت کی ہے،اور لعنت نام ہے: بندہ کا رحمت الٰہی سے دوری کا۔اور آیت بھی دنیاو آخرت کی دوری پر دلالت کرتی ہے،اور دونوں رحمتوں سے دور صرف اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا ہی ہو سکتا ہے۔اور اس بات کی وضاحت اس بات سے بخوبی ہو جاتی ہے کہ اللہ نے اسکے بعد مومن مرد اور مومنہ عورتوں کو تکلیف پہچانے والوں کا تذکرہ کیا ہے مگر اس میں انکے لئے دنیاو آخرت میں لعنت کا تذکرہ نہیں کیا ہے؛ کیونکہ لوگ محض کسی کو گالی دینے، لعن طعن کرنے اور

[1] (صحیح مسلم، باب: ظلم کرنا حرام ہے اور استغفار اور توبہ کرنے کا حکم، حدیث نمبر: 2577)۔

تہمت لگانے کی وجہ سے کافر نہیں قرار دئے جاسکتے ہیں، بلکہ یہ دلیل اور ثبوت نہ ہونے کی بناپر بہتان اور کھلی گناہ ہوگی۔

پھر اللہ تعالٰی نے یہ ذکر فرمایا کہ اس نے اپنے تکلیف دینے والے کے لئے: "رسواکن عذاب" [سورہ احزاب:۵۷] تیار کرر کھا ہے، اوررب العالمین نے رسواکن عذاب کا تذکرہ قرآن کریم میں صرف اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں کے بارے میں ہی کیا ہے۔

اللہ تعالٰی کو گالی دیناہر کفر سے بڑھ کر کفر ہے، اور یہ بت پرستوں کے کفر سے بھی بڑھکر ہے؛ کیونکہ بت پرستوں نے پتھروں کی تعظیم اللہ کی تعظیم کرنے کی وجہ سے کی ہے! توانہوں نے اللہ کے مقام ومرتبہ کو گراکر اسے پتھروں کے برابر نہیں کیاہے، بلکہ انہوں نے پتھروں کے مقام کو بلند کردیاہے یہاں تک کہ انہیں اللہ کے برابر کردیاہے، اسی لئے مشرکین جہنم میں داخل ہونے کے بعد کہیں گے:
﴿تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ٩٧ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [الشعراء : ٩٧ – ٩٨]

"کہ قسم اللہ کی! یقیناً ہم تو کھلی گمراہی میں مبتلا تھے جبکہ تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھ بیٹھے تھے" [سورہ الشعراء:97-98]

ان لوگوں نے پتھر کو اونچا کردیاہے تاکہ وہ اللہ تعالٰی کے برابر ہوجائے، اللہ تعالی کے مقام ومرتبہ کو گرایا نہیں ہے کہ وہ پتھر کے برابر ہوجائے! توانکا پتھر کی تعظیم کرناانکے گمان کے مطابق اللہ کی تعظیم کرنے سے ہے! جبکہ جس نے اللہ کو گالی دیااور بُرا کہاہے، اس نے اللہ تعالٰی کو گالی دینے کی وجہ سے اسکے مقام سے گرادیاہے تاکہ پتھر سے کمتر ہوجائے، جبکہ مشرک لوگ اپنے معبودوں کو ہنسی مذاق

میں بھی گالی نہیں دیتے ہیں؛ کیونکہ وہ انکی تعظیم اور قدر کرتے ہیں ! اسی لئے وہ انکی بُرائی کرنے والوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں !

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا یہ فرمان نازل کیا ہے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ﴾ [الأنعام : ١٠٨]

"اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ براہ جہل دشمنی میں اللہ کو گالی دیں گے" [سورہ اَنعام:١٠٨]

جبکہ مشرک لوگ کافر ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے معبودوں کو گالی دینے سے منع فرمایا ہے،تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی عناد و سرکشی کی وجہ سے اپنے کفر سے بڑھکر کُفر نہ کر بیٹھیں، اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معبود کو گالی دینا ہے۔

* اللہ کو گالی دینے کے بعض الفاظ الحاد سے بڑھکر ہیں؛ کیونکہ ملحد و بے دین شخص نے اللہ کے وجود کا انکار کیا ہے،اور زبان حال سے یہ گویا ہے: "کہ کاش اگر میں اس کے وجود کو مانتا تو اس کی تعظیم کرتا!"۔

لیکن جو اللہ پر ایمان رکھنے کا گمان رکھتا ہے؛ تو وہ اپنے رب کو ثابت مانتا ہے اور اسے گالی بھی دیتا ہے،اور یہ کھلے طور پر بڑا سرکش اور چیلنج والا ہے !!

اور دنیا کے ملکوں میں سے کسی ملک میں بتوں کو رکھ کر انکا طواف کرنا،انکا سجدہ کرنا اور ان سے تبرک حاصل کرنا؛اللہ رب العزّت کے نزدیک اس ملک کے کلبوں، شاہراہوں، بازاروں اور مجلسوں میں اللہ کو گالی دینے کے اشتہار سے کمتر اور آسان ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو گالی دینے کا پرچار، اُسکے ساتھ

بتوں کو ساجھی ٹھہرانے سے زیادہ گمبھیر ہے، جبکہ دونوں ہی کفریہ عمل ہیں، مگر مشرک اللہ کی تعظیم کرتا ہے، جبکہ گالی دینے والا اللہ کو حقیر جانتا ہے! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات اس سے بلند وبرتر ہے۔

* کسی ملک میں اللہ کو گالی دیکر اسکا پرچار کرنا، اسمیں زنا کو حلال سمجھنے اور اسے مشروع ٹھہرانے سے بڑھکر ہے، اور لوط علیہ السلام کے قوم کی بُرائی اور اسے جائز ٹھہرانے سے بڑھکر ہے؛ کیونکہ فواحشات کو حلال سمجھنے کا کُفر ایسا کفر ہے جسکا سبب اللہ کے آسمانی قوانین میں سے ایک قانوں کا انکار کرنا اور اللہ کے احکامات میں سے ایک حکم کی توہین کرنی ہے،

لیکن جہاں تک گالی دینے کی بات ہے تو وہ ایسی کفر ہے جسکا سبب خود قانون ساز ذات (اللہ) کے ساتھ کُفر کرنا ہے، اور خود قانون ساز ذات (اللہ) کے ساتھ کفر کرنے کا مطلب اسکے سبھی قانون کا انکار کرنا، اور توہین کرنا ہوتا ہے، اور یہ بہت گمبھیر اور شدید تر ہے؛ جبکہ دونوں ہی کام کفر ہیں؛ لیکن کفر کی مختلف اقسام ہیں، جسطرح کہ ایمان کے کئی مراتب ہیں۔

* اور جب اللہ نے عیسائیوں کے کفر، اور انکی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف بیٹے کی نسبت کرکے گالی دینے کا تذکرہ کیا، تو انکے جُرم کا تذکرہ کیا ہے اور اسکے اثر کا وصف، بت پرستوں اور ستارہ پرستوں کے شرک کے وصف سے بڑھکر کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ٨٨ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ٨٩ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ٩٠ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا ٩١ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ٩٢ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَنِ عَبْدًا ٩٣ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ٩٤ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا﴾ [مريم : ٨٨ -٩٥]

"ان کا قول تو یہ ہے کہ اللہ رحمٰن نے بھی اولاد اختیار کی ہے، یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو، قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں، کہ وہ رحمان کی اولاد ثابت کرنے بیٹھے، شان رحمٰن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے، آسمان وزمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں، ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے، یہ سارے کے سارے قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں" [سورہ مریم: ۹۵-۸۸]

کیونکہ اولاد کی نسبت کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان میں کمی کرنا، اور اسکی برائی کرنا ہے۔ یہ اس چیز سے بڑھکر ہے کہ اگر انہوں نے اللہ کی عبادت کی ہوتی اور اسکے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرایا ہوتا، تو وہ مخلوق کو اونچا کرکے اللہ کی عزت واحترام کرنے کے برابر اسکی تعظیم کرنے والے ہوتے؛ اسلئے کہ اولاد کی نسبت کرنا خالق کو نیچے گرانا ہے تاکہ وہ مخلوق کے برابر ہو جائے، جبکہ بت کی پوجا کرنا مخلوق کو اونچا کرنا ہے تاکہ وہ خالق کے برابر ہو جائے، اور خالق کی شان گرانا مخلوق کے مقام کو اونچا کرنے سے بڑھکر (گمبھیر) اور کفر کے اعتبار سے زیادہ سخت ہے۔

گالی دینا اور برائی کرنا ظاہری اور باطنی ایمان کے منافی ہے؛ اور یہ دل کے قول کے منافی ہے، اور یہ اللہ کی تصدیق کرنے، اسکے وجود پر ایمان لانے اور عبادت کا مستحق سمجھے جانے کا نام ہے، اسی طرح دل کے عمل کے بھی خلاف ہے، اور یہ اللہ کی محبت وتعظیم اور اسکی توقیر کا نام ہے، اسلئے کسی کی تعظیم کرنے کا دعوی قبول نہیں کیا جائے گا جبکہ آپ اُسے گالی دے رہے ہوں؛ جیسے کہ اللہ کی تعظیم اور ماں باپ کا احترام۔

اسلئے کہ جو شخص والدین کی احترام وتوقیر کا دعوی کرتا ہے حالانکہ وہ انہیں گالی دیتا ہے اور انکا مذاق اُڑاتا ہے، تو وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہے!

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو گالی دینا اور اُسکی بُرائی کرنا ظاہری ایمان کے خلاف ہے، اور وہ قول و فعل دونوں کو شامل ہے۔

اللہ کو گالی دینے والے کے کُفر پر علمائے کرام کا اجماع

ایمان کو قول و عمل کا نام دینے والے تمام مذاہب کے علماء کا اللہ کو گالی دینے والے شخص کے کُفر پر اتفاق ہے، اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ اللہ کو گالی دینے والے یا اسکی صریح تنقیص بیان کرنے والے شخص کے کسی بھی اعذار و بہانے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

امام حرب اپنی کتاب "مسائل" میں مجاہد کے واسطے سے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"کہ جو شخص اللہ کو گالی دے، یا نبیوں میں سے کسی نبی کو گالی دے تو اسکی گردن اُڑا دو"۔ (1)

اور امام لیث نے مجاہد کے واسطے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"کہ جس مسلمان نے بھی اللہ کو، یا کسی نبی کو گالی دیا، تو اسنے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا، اور یہ دین سے مرتد ہو جانا ہے، اس سے توبہ کروایا جائے گا، اگر وہ اسلام کی طرف لوٹ آتا ہے تو ٹھیک، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا! اور جس معاہد شخص نے سرکشی اختیار کرتے ہوئے اللہ کو، یا کسی نبی کو گالی دیا، یا اسکا کھلا مظاہرہ کیا، تو اس نے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا، اس لئے اسے قتل کر دو"۔ (2)

---

[1] (الصارم المسلول ص: ۱۰۲)۔

[2] (الصارم المسلول ص: ۲۰۱)۔

اور امام احمد سے اللہ کو گالی دینے والے شخص کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو انہوں نے فرمایا:

''ایسا شخص مرتد ہے، اسکی گردن ماردی جائے گی'' ۔ جیسا کہ ان کے بیٹے عبد اللہ نے اپنی کتاب ((المسائل)) میں اپنے باپ سے نقل کیا ہے۔ [1]

اور اللہ کو گالی دینے والے کے کفر پر اور اسکے قتل کا مستحق ہونے کے بارے میں بہت سارے لوگوں نے علماء کا اجماع نقل کیا ہے:

- **ابن راہویہ -رحمہ اللہ-** نے فرمایا: -''مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے اللہ کو گالی دی، یا اسکے رسول کو گالی دی، یا اللہ کے نازل کردہ کسی چیز کو ٹھکرادیا، یا اللہ کے نبیوں میں سے کسی نبی کو قتل کردیا: تو وہ اسکی وجہ سے کافر ہے، گرچہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیزوں کا اقرار کرنے والا ہو''۔ (2)

- قاضی عیاض -رحمہ اللہ- نے فرمایا: ''اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ مسلمانوں میں سے اللہ کو گالی دینے والا شخص کافر مباح الدّم ہے''۔ (3)

- اور ابن حزم وغیرہ نے بھی اجماع نقل کیا ہے، اور امام ابن ابی زید القیروانی اور ابن قدامہ وغیرہما نے بھی ایسے شخص کے کفر کی تنصیص کی ہے۔ (4)

---

١ (المسائل، ص: ۴۳۱)

٢ (امام ابن عبد البر کی ((التمہید ۴/۲۲۶))، اور ((الاستذکار: ۲/۱۵۰))۔

٣ (الشفا: ۲/۲۷۰)۔

٤ (((المحلی)) لابن حزم (۴۱۱/۱۱)، و((المغنی)) لابن قدامہ (۳۳/۹)، و(الصارم المسلول) لابن تیمیہ (ص: ۵۱۲)، و(الفروع) لابن مفلح (۱۶۲/۶)، و(الانصاف) للمرداوی (۳۲۶/۱۰)، و(التاج والاکلیل) للموّاق (۲۸۸/۶)۔

اسی طرح تمام علماء اللہ کو گالی دینے والے کے کفر کی تنصیص فرماتے ہیں، اور اسکے کسی بھی عُذر کو قبول نہیں کرتے، کیونکہ معمولی عقل رکھنے والا شخص گالی اور اُسکے علاوہ میں تمیز کرتا ہے، اور ذم سے مدح کو پہچانتا ہے، لیکن وہ اس پر جسارت کرنے میں تساہل سے کام لیتے ہیں!۔

● **اور امام ابن ابی زید قیروانی مالکی سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں دریافت کیا گیا** جس نے ایک آدمی پر لعن طعن کیا اور اسکے ساتھ اللہ پر بھی لعنت کیا، تو اس آدمی نے بہانہ کرتے ہوئے کہا: "میں شیطان کو لعنت کرنا چاہتا تھا تو میری زبان پھسل گئی!

تو ابن ابی زید نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: "اسکے ظاہری کفر کے سبب اسے قتل کردیا جائے گا، اور اسکا عُذر قبول نہیں کیا جائے گا، چاہے وہ مذاق کرنے والا ہو یا سنجیدگی کی حالت میں ہو" [1]

اس طرح فقہ کے تمام مذاہب - جیسے مذاہب اربعہ اور ظاہریہ - کے علماء وقضاۃ ظاہر کے مطابق فیصلہ کرتے اور فتوی دیتے ہیں، اور باطن کا اعتبار نہیں کرتے ہیں، اگرچہ گالی دینے والا یہ گُمان کرے کہ اُس کے باطن میں جو چیز ہے وہ اسکے علاوہ ہے!

اور اگر علماء ظاہر کی کھلی مخالفتوں کو ظاہر کے برعکس باطن کے دعووں کی طرف لوٹاتے، تو شریعت کی نامیں، احکام، سزائیں اور حدود ساقط ہو جاتیں، اور لوگوں کی حقوق وکرامات پامال ہو جاتیں، مسلمان کو کافر سے اور مومن کو منافق سے تمیز کرنا مشکل ہو جاتا، اور دین ودنیا بے وقوفوں کی زبانوں پر، اور دل کے مریضوں کے ہاتھوں میں کھلونہ بن کر رہ جاتیں!

۞ ۞ ۞

---

[1] (الشفا لعیاض (۲/۲۷۱)۔

اللہ کو گالی دینا کُفر ہے گرچہ کُفر کا ارادہ نہ ہو

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو گالی دینا کفر ہے اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے، اور عوام کی اس لاپرواہی کا کوئی اعتبار نہیں ہے کہ انکا ارادہ کُفر کا نہیں تھا، اور گالی پر مبنی انکی بات اللہ کے حق میں بُرائی کا ارادہ کئے بغیر جاری ہو گئی ہے۔ اور یہ عُذر پیش کرنا عُذر والے کی جہالت کی بنا پر ہے! اس عُذر کو قبول کرنے کی بات جہم بن صفوان اور غالی مرجئہ کے علاوہ کوئی نہیں کہتا ہے، جنکا کہنا یہ ہے کہ: "ایمان دل کی جانکاری اور تصدیق کا نام ہے"۔ اسکا سبب اس بات کی جانکاری کا نہ ہونا ہے کہ ایمان: " قول وفعل دونوں کا نام ہے؛ یعنی: ایمان زبان اور دل کے قول، اور دل اور اعضاء (جوارح) کے عمل کو شامل ہے۔

چنانچہ غالی مرجئہ کا خیال ہے کہ ظاہری عمل ایمان کو ثابت نہیں کرتا ہے، اس بنیاد پر وہ، دل کے ارادے کو دیکھے بغیر، ایمان کی نفی نہیں کرے گا۔

جبکہ حق ودرست بات یہ ہے کہ ایمان ظاہر وباطن دونوں کا نام ہے، اور ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ ملکر ایمان کو ثابت کرتا ہے، اور ان دونوں میں سے کسی ایک کے نہ پائے جانے کی وجہ سے پورا ایمان ہی نہیں پایا جاتا ہے۔

اور جسطرح کہ کافر شخص اگر کُفر کا ارادہ اور قصد کرے تو کافر ہو جاتا ہے؛ بھلے ہی اس نے اپنی زبان سے اسے نہ کہا ہو، یا اپنے اعضاء سے اسے نہ کیا ہو۔

اسی طرح وہ کُفر کے کہنے کی وجہ سے بھی کافر ہو جاتا ہے؛ بھلے ہی اس نے اپنے دل سے کفر کی نیت نہ کی ہو اور اپنے اعضاء وجوارح سے اُسے نہ کیا ہو۔ اور اسی طرح کُفر کا کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے، بھلے ہی اس نے اپنے دل سے کُفر کا ارادہ نہ کیا ہو، اور اپنی زُبان سے اُسے نہ کہا ہو۔

اور جب اعضاء وجوارح کسی حرام کا ارتکاب کریں گے، تو اس پر ان کا مؤاخذہ کیا جائے گا، اور باطن کا معاملہ تو اللہ ہی کے حوالے ہے۔

اور ہر وہ شخص جس پر۔اُسکے ظاہری کفر کے ظاہر ہونے کیوجہ سے۔کفر کا حکم لگایا جاتاہے وہ باطن میں اللہ کے پاس (بھی) کافر نہیں ہوتاہے؛اس لئے کہ باطن کے معاملات اللہ سبحانہ وتعالٰی کے حوالے ہیں،اور ظاہری چیزوں پر دنیاکے اندر بندے کی پکڑ ہو گی۔

اللہ سبحانہ وتعالٰی نے اُس شخص پر کفر کا حکم لگایاہے جس نے اسکا،اسکی کتاب اور اسکے رسول۔صلی اللہ علیہ وسلم۔کا مذاق اُڑایا،اوراس کے عذر وبہانہ کو قبول نہیں کیاکہ اس نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا تھا؛ جیساکہ اللہ تعالٰی کافرمان ہے:

﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِؤُونَ ٦٥ لاَ تَعْتَذِرُواْ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ﴾ [التوبة :٦٥- ٦٦]

"اگر آپ ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنس بول رہے تھے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لئے رہ گئے ہیں؟"[سورہ توبہ:65-66]

عقل بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ لوگوں کی، ان سے ظاہر ہونے والی چیزوں پر پکڑ کی جائے گی،چنانچہ کسی پر زنا کی تہمت کو قبول نہیں کیا جائے گا،اسی طرح بادشاہ اپنی بُرائی اور لعنت کو قبول نہیں کرے گا،چاہے لوگ لاکھ بہانہ کریں کہ اُنکا ایسا قصد نہیں تھا! چنانچہ اللہ تعالٰی نے بغیر ثبوت کے زنا کا تہمت لگانے والے پر، تہمت کی سزا: ٨٠ کوڑا لگانے کا حکم دیاہے،اور تہمت لگانے کا یہ عذر قبول نہیں کیا جائے گا کہ اُس کا مقصد ہنسی اور کھیل کود کا تھا۔

اس طرح بادشاہ کی ہیبت ختم ہو جائے گی اگر وہ لوگوں کو اپنی عزّت کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے کی چھوٹ دیدے؛اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ وہ لوگوں کو سزا دیتاہے اور انکے ساتھ تادیبی کارروائی کرتا ہے،خواہ ان میں کوئی مذاق کے طور پر ایسا کرنے والا ہو یا سنجیدگی کے ساتھ۔

اوراس سلسلے میں شریعت کی بہت نصوص پائی جاتی ہیں کہ انسان کی، اسکے اس ظلم وزیادتی پر گرفت کی جائے گی جسکی شریعت اور عقل میں واضح طور سے ثابت عظمت ومنزلت کی جانکاری میں اس نے سستی سے کام لیاہے، اوراس سلسلے میں اُس کا کوئی بہانہ قبول نہیں کیاجائے گا۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ بندہ اللہ کی ناراضگی کی کوئی ایسی بات کہدیتاہے جسکی پرواہ نہیں کرتااوراسکے بدلے وہ جہنم میں ستّر سال تک گرتارہتاہے''۔[1]

یہاں اللہ تعالیٰ نے اسکے لئے عذاب کو واجب کردیااوراسے معذور نہیں سمجھا، جبکہ اسنے اپنی بات کی کوئی پرواہ نہیں کی تھی! یعنی اپنی بات کی اہمیت ووقعت نہیں دی تھی، کیونکہ وہ اپنی بات پر غور کرنے میں متساہل تھا، اگروہ اپنی بات پر غور وفکر سے کام لیتااور معمولی سادھیان دیاہوتاتواسے اپنے کلام کی قباحت وشناعت کااندازہ ہوجاتا۔

اور بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیاہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''بے شک تم میں سے ایک شخص اللہ کی ناراضگی کی بات کہتاہے جسکی بڑائی کااسے اندازہ نہیں ہوتاہے، لیکن اللہ اسکے سبب اسکے لئے قیامت تک کی ناراضگی لکھ دیتاہے''۔[2]

اسلئے انسان کایہ بہانہ کرناکہ اللہ کو گالی دینا، اوراس پر لعنت کرنا، بغیر اہانت وتذلیل یا تنقیص کاارادہ کئے ہوئے اسکی زبان پر جاری ہوجاتاہے: ایساعُذر ہے جسے ابلیس انسان کیلئے مزیّن کرتاہے؛ تاکہ اسے اسکے کفر پر باقی رکھے، اوراُسے اپنے خالق کے حق میں اپنے اوپر ظلم وزیادتی پر جمائے رکھے۔

---

[1] ((صحیح بخاری: ۶۴۷۸)، وصحیح مسلم باختصار: ۲۹۸۸)۔

[2] (مسند احمد: ۳/۴۶۹، رقم: ۱۸۸۵۲)، اور (صحیح ابن حبان (۲۸۰)۔

چنانچہ شیطان انسان کو کُفر پر نہیں ابھارتا ہے مگر اسکے لئے کمزور عقلی اور شرعی شبہات پیدا کر کے اسے ان پر مطمئن کر دیتا ہے، حالانکہ وہ شبہات خواہشات سے خالی صحیح فہم کے ترازو پر ٹھہرنے سے عاجز ہوتی ہیں۔

اور ابلیس کی دسیسہ کاری اور شبہات میں سے یہ ہے کہ: وہ انسان کی نیکیوں کو سامنے کر کے اسکی نگاہ میں کفر اور معصیت کو حقیر اور ہلکا بنا دیتا ہے، جسکی وجہ سے سیاہ کار انسان کے دل میں نافرمانی کی تکلیف اور گناہ پر پچھتاوا ختم ہو جاتا ہے؛ جیسے کہ عوام میں سے اللہ کو گالی دینے والے کو یہ باور کرانا کہ وہ شہادتین (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کا اقرار کرتا ہے، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک و برتاؤ کرتا ہے! اور ہو سکتا ہے کہ اس نے نماز بھی پڑھی ہو!

اسی طرح کے شبہات اور فریب کے ذریعہ مکّہ میں عرب مشرکین گمراہ ہوئے، انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا، اور اسے چھوڑ کر بتوں کی پوجا کی، اور اپنے دلوں میں حاجیوں کو پانی پلانے، مسجد حرام کو آباد کرنے اور کعبہ کو غلاف پہنانے کی باتیں رکھیں، لیکن ان سب چیزوں نے اللہ کے نزدیک انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا، کیونکہ انکا اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو شریک ٹھہرانا اسکی تعظیم کرنے کے خلاف ہے، تو وہ بیت الحرام کی تعظیم کرتے ہیں جبکہ بیت الحرام کے مالک کے ساتھ کُفر کرتے ہیں! حالانکہ بیت الحرام کی تعظیم اسکے مالک کی وجہ سے کی جاتی ہے، رب کی تعظیم اسکے گھر کی وجہ سے نہیں کی جاتی ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾

[[التوبة : ١٩]]

"کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلا دینا اور مسجد حرام کی خدمت کرنا اس کے برابر کر دیا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہ اللہ کے نزدیک برابر کے نہیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا" [سورہ توبہ:19]

اور اکثر انسان کا اللہ پر ایمان ایک دعوی ہوتا ہے، کیونکہ یہ اسکے علاوہ کے مخالف ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ﴾ [البقرة : ٨]

"اور لوگوں میں سے بعض کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن در حقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں" [سورہ بقرہ:8]

اسلئے اللہ کی تعظیم کرنے اور شہادتین کے اقرار کرنے کا دعوی اللہ سبحانہ تعالیٰ کو گالی دینے اور اسکا مذاق اُڑانے کے ساتھ درست نہیں ہو سکتا۔

اللہ کو گالی دینے والے کی سزا

علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ کو گالی دینے والے کو کُفر کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا، اور وہ قتل کئے جانے کے بعد مسلمانوں کے احکام: اس پر جنازہ کی نماز، غسل، کفن، دفن، اور دعا کا مستحق نہیں ہو گا۔ چنانچہ انکا خیال ہے کہ اُس پر (جنازہ کی) نماز پڑھی جائے گی نہ اسے غسل دیا جائے گا، نہ اسے کفن پہنایا جائے گا اور نہ ہی اسے مسلمانوں کی قبرستان میں دفن کیا جائے گا، اور اسکے لئے دعا کرنا بھی جائز نہیں ہے؛ کیونکہ وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے!

علماء نے صرف اسکی توبہ قبول کئے جانے کے بارے میں اختلاف کیا ہے، اگر اس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنے قبیح قول یا فعل سے توبہ کر لیا ہے، اور کیا قتل سے پہلے اس سے توبہ کروایا جائے گا، یا اسے قتل کر دیا جائے گا اور دنیا میں اسکی توبہ کو نہیں سنا جائے گا، اور اللہ تعالیٰ آخرت میں اسکے باطن کا ذمہ دار ہو گا؟

اس سلسلے میں انہوں نے علماء کے دو مشہور قولوں پر اختلاف کیا ہے:

پہلا قول: اسکی توبہ نہیں قبول کی جائے گی، بلکہ بغیر توبہ کرائے ہی اسے قتل کرنا واجب ہے، اور اسکی توبہ آخرت میں اللہ کے حوالے ہے، حنابلہ اور انکے علاوہ فقہاء کے ایک گروہ کے یہاں یہی مشہور قول ہے۔ یہی عمر بن خطاب اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور

انکے علاوہ کا ظاہر قول ہے جیسا کہ پیچھے گُذر چکا، اور یہی احمد بن حنبل کے مشہور قول کا ظاہر ہے۔

اسکا سبب: یہ ہے کہ توبہ ظاہری جُرم کو ساقط نہیں کرتی ہے، اور نہ ہی لوگوں کے یہاں، اللہ کو گالی دینے اور اسکا مذاق اُڑانے کی لاپرواہی سے جنم لینے والی خرابی کو دُور کر سکتی ہے؛ اسلئے توبہ قبول کر لینے سے لوگ اس عظیم گناہ میں تساہل سے کام لیں گے، اور جب حکومت اور عدالت پر پیش کئے جائیں گے تو توبہ کر کے چھٹکارا حاصل کر لیں گے۔ اور یہ چیز کفر پر اور جری بنادے گا، اور لوگوں کے دلوں میں اسکا معاملہ نہایت ہی آسان اور حقیر کر دے گا، جبکہ سزائیں مجرم کی تادیب کرنے اور اسے پاک کرنے، اور دوسرے شخص کو اس کی طرح کہنے یا کرنے سے روکنے اور دور رکھنے کیلئے متعین کی گئی ہیں، اور توبہ قبول کر لینے سے سزا کے دونوں مقاصد فوت ہو جائیں گے!

دوسرا قول: اس سے توبہ کروایا جائے گا، اور اسکی توبہ قبول کی جائے گی، اگر اس کی طرف سے سچائی اور دوبارہ اس جُرم کی طرف نہ لوٹنے کا ارادہ ظاہر ہو، اور یہی جمہور فقہاء کا قول ہے۔

اور اسکے توبہ قبول کرنے کا سبب یہ ہے کہ: گالی دینا کفر ہے، اور کافر کا ہر کفر سے توبہ کرنا مقبول ہے، جیسے مشرکین، بت پرست اور بے دین لوگ اسلام میں داخل ہوتے ہیں، اور انکا اسلام میں داخل ہونا انکے سابقہ کفر کو مٹا دیتا ہے، اور اللہ توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول فرماتا ہے اور اسے معاف کر دیتا ہے۔

اور گالی کے ذریعے اللہ پر زیادتی کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق ہے،اور اللہ تعالیٰ کو گالی دے کر اپنے آپ پر ظلم کرنے والے شخص کو اللہ نے معاف کر دیا ہے،اور ہر شرک کرنے والے کے توبہ کو قبول فرمایا ہے۔

[اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گالی دینے میں فرق]

جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے کا معاملہ اسکے بر عکس ہے، کیونکہ یہ ایسا حق ہے جسکا لینا ضروری ہے؛ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موت کی وجہ سے ہر گالی دینے والے شخص کو معاف نہیں کیا ہے۔

اور اس سلسلے میں اصل: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم حق کو لینا ہے،اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا کفر ہے،اور ایسا کرنے والے کے حق میں قتل کرنا واجب ہے۔

پھر یہ بات بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا، لوگوں کے اندر آپ کی قدر ومنزلت کو متاثر کرتا ہے،اور دلوں کے اندر آپ کے مقام کو کمزور کر دیتا ہے، جبکہ اللہ کو گالی دینے اور بُرا بھلا کہنے کا معاملہ اسکے بر عکس ہے! کیونکہ اللہ کو گالی دینے والا خود اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔

[اللہ کو گالی دینے والے کے سلسلے میں راجح قول اور گالی کی اقسام]

● اور سچائی یہ ہے کہ: جس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی، اسے قتل کرنا ضروری ہے اور اس سے توبہ نہیں کروایا جائے گا، اور اُسکی توبہ اللہ کے حوالے ہے جس سے وہ اپنی باطن کے ساتھ ملاقات کرے گا، اور اللہ اسکے ساتھ عدل، یا عفو سے معاملہ کرے گا۔

اور جس شخص نے اللہ کو گالی دی اور توبہ کرلیا، اور اسے طلب کرنے اور اس پر قدرت پانے سے پہلے اپنی توبہ کا اظہار کردیا، تو اسکی سچائی ظاہر ہونے کی بنا پر اسکی توبہ قبول کی جائے گی۔ اور اسکا حکم ان کافروں کے جیسا ہے جو رضامندی سے اسلام میں داخل ہوتے ہیں، بھلے ہی وہ اپنے اسلام قبول کرنے سے پہلے اللہ کو بُرا بھلا کہنے پر متفق تھے۔

اور اللہ کو گالی دینا دو طرح سے ہے:

پہلا: ظاہر اور واضح طور پر گالی دینا (ڈائرکٹ گالی دینا):

جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو لعن طعن کرنا، اسکی برائی کرنا، اسکا مذاق اُڑانا، اسکے اندر عیب اور کمی نکالنا؛ تو ایسے شخص پر گذشتہ سبھی احکام نافذ ہوں گے، اور جب علماء اللہ تعالیٰ کو گالی دینے کے احکام کا تذکرہ کرتے ہیں تو یہی مراد ہوتی ہے۔

دوسرا: غیر ظاہری طور پر گالی دینا (بالواسطہ گالی دینا):

جیسے کہ اللہ کی ان نشانیوں اور مخلوقات کو گالی دینا جن میں وہ تصرّف کرتا ہے، اور جنکی انسانی اختیارات و کمائی کی طرح، کوئی اختیارات اور کمائی نہیں ہوتی ہے،

جیسے زمانہ، دنوں، گھنٹوں، سکنڈوں، مہینوں، سالوں، ستاروں اور انکی گرش وغیرہ کو گالی دینا، تو اس پر گالی دینے والے کے کُفر، اسے قتل کرنے کے حکم وغیرہ کے بارے میں سابقہ احکام عائد نہ ہوں گے، مگر یہ واضح ہو جائے کہ اس نے انہیں چلانے اور جاری کرنے والے کا قصد کیا ہے، اور واضح طور سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو مراد لیا ہے۔

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے، وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے، جبکہ زمانہ میں ہی ہوں، میرے ہاتھ میں تمام امور ہیں، میں ہی دن اور رات کو پھیرتا ہوں"۔ (1)

اور دوسری روایت میں یہ ہے:

"ابن آدم مجھے تکلیف دیتا ہے، اور کہتا ہے: ہائے زمانے کی ناکامی؛ تو تم میں سے کوئی ہرگز یہ نہ کہے: کہ ہائے زمانے کی بربادی؛ کیونکہ زمانہ میں ہی ہوں، میں ہی اس کے رات اور دن کو پھیرتا ہوں، اور جب میں چاہوں گا تو اسے سمیٹ لوں گا"۔ (2)

---

[1] (صحیح بخاری: 7491، 4826)، (مسلم: 2246)۔

[2] (صحیح مسلم: 2246)

اور ستارے جیسے سورج چاند، اور اور انکے آثار جیسے رات اور دن اور زمانے، مجبور ہیں خود مختار نہیں ہیں، اور اللہ وحدہ کے ارادہ سے خارج نہیں ہوتے ہیں، اور نہ ہی انکی کوئی مشیئت، اختیار اور کمائی ہے، انہیں صرف کونی امور کا ہی حکم دیا جاتا ہے، انہیں اس سے باہر نکلنے کا حق نہیں ہے۔

اسلئے ان چیزوں کا گالی دینا اور بُرا بھلا کہنا، انکے چلانے والے اور انہیں حکم دینے والے اللہ سبحانہ کی ذات پر زیادتی کرنا، اور اسمیں اسکے ارادے اور حکمت پر اعتراض ظاہر کرنا ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے زمانے کو گالی دینے کو لازمی طور پر اپنا گالی دینے والا ٹھہرایا ہے!

اور انسان کو گالی دینے کو اپنے گالی دینے کی طرح نہیں بنایا ہے، کیونکہ

انسان کو مشیئت اور اختیار ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے؛ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ [التكوير : ٢٩]

"اور تم بغیر پروردگار عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے"۔[سورہ تکویر:29]

اور جہاں تک ستاروں جیسے سورج اور چاند کی بات ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴾ [يس : ٤٠]

"نہ آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو پکڑے اور نہ رات دن پر آگے بڑھ جانے والی ہے، اور سب کے سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں" [سورہ یسین:40]

اللہ اور اسکی صفات کی تعظیم ضروری ہے!

اور اللہ کی تعظیم میں سے: اسکی تدبیر، اسکے اوامر ونواہی کی تعظیم کرنا، انکے پاس رُک کر کے انکی بجاآوری کرنا، اور جس چیز کے بارے میں انسان کو جانکاری نہیں ہے اسکے پیچھے نہ پڑنا ہے۔

اور اللہ کی تعظیم میں سے ہی: اس کا ذکر کرنا، اسی سے دعا وسوال کرنا، اور دنیا کے حادثات کو صرف اسی سے مربوط کرنا ہے؛ کیونکہ وہی اسکا خالق اور مدبّر ہے جسکا کوئی شریک نہیں؛

اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ [الزمر:٦٧]

"اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالی کی کرنی چاہئے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں" [سورہ الزمر:67]

اسی پر اختصار کے ساتھ اس رسالہ کا اختتام ہوتا ہے۔ اور تنہا اللہ ہی مددگار اور صحیح راستہ دکھانے والا ہے، اسکا کوئی شریک نہیں، ہم اس سے صحیح نیت اور نفع عام کا سوال کرتے ہیں۔

اللہ ہمارے پیغمبر محمد، انکی اولاد، انکے ساتھیوں اور بھلائی کے ساتھ قیامت تک انکی اتباع وپیروی کرنے والوں پر درود وسلام نازل فرمائے۔ آمین!

کاتب:

عبدالعزیز بن مرزوق الطّریفی

۲۱، محرّم الحرام ۱۴۳۴ھ

فہرس

موضوع **صفحہ**

۞ مقدّمہ ۳

اللہ کے قول: ﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا﴾ [نوح: ١٣-١٤]
کا مطلب.. ۳-۴

در حقیقت لوگ عظمت الٰہی سے اس بنا پر جاہل ہیں کیونکہ وہ اللہ کی نشانیوں کو نظر بصیرت سے نہیں دیکھتے ہیں، بلکہ عجلت پسندی اور فائدہ اُٹھاتے ہوئے گذرتے ہیں.......................... ۴

جہالت قلت احترام کا باعث ہوتی ہے.. ۵

اللہ کی تعظیم کی صورتیں.. ۶

دین الٰہی سے اعراض کرنے والے عوام الناس میں اللہ کے گالی دینے کا ظہور.................... ۷

گالی کی مختصر تعریف.. ۸

گالی دینے کی حقیقت، اور اسکا معنیٰ.. ۹

اللہ کو گالی دینے کا حکم.. ۱۰

گالی اللہ کی اذیت کا سبب ہے جس سے روکا گیا ہے اور اسکے مرتکب کو ملعون قرار دیا گیا ہے
.... ۱۱

بت پرستوں کا کفر اللہ کو گالی دینے والوں کے بنسبت کمتر ہے.......................... ۱۲

اللہ کو گالی دینے کے بعض الفاظ الحاد کے کفر سے بھی بڑھکر ہیں.......................... ۱۳

نصاری کا اللہ کی طرف اولاد منسوب کرنے کی گالی بت پرستوں کے شرک سے بڑھکر ہے ۱۴
گالی دیناظاہری اور باطنی ایمان کے منافی ہے ہے.......................... ۱۵
اللہ کو گالی دینے والے کے کفر پر علمائے کرام کا اجماع (ابن راہویہ، ابن حزم، ابن قدامہ وغیرہم کے اجماع کا بیان).. ۱۶
لوگوں پر حکم ظاہر کے اعتبار سے ہوگا.................................. ۱۸
اللہ کو گالی دینا کُفر ہے گرچہ کُفر کا ارادہ نہ ہو ۱۹
ایمان کو قول و عمل قرار دینے والے تمام لوگ اللہ کو گالی دینے کے سلسلے میں عدم قصد کا عُذر تسلیم نہیں کرتے سوائے جہمیہ اور تشدد پسند مرجئہ کے.......................... ۱۹
شیطان کا کفر اور گناہ کو ہلکا بنا کر پیش کرنا اور انسان کے بعض طاعات کا یاد دلانا، اور یہی مشرکین کے گمراہی کا سبب ہے.. ۲۲
اللہ کو گالی دینے والے کی سزا.. ۲۴
اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گالی دینے میں فرق.................. ۲۶
اللہ کو گالی دینے والے کے سلسلے میں راجح قول اور گالی کی اقسام ۳۰-۲۷
فہرس.. ۳۱

۞۞۞